عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی!!

اِدارۂ اشرفیہ عزیزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

غزالی

ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ / ستمبر ۲۰۱۷ء

Reg No. P476

جلد: شش دھم

شمارہ: 1

فہرست

فی شمارہ : 20/- روپے

سالانہ بدل اشتراک : 250/- روپے

ملنے کا پتہ : پوسٹ آفس بکس نمبر 1015، یونیورسٹی کیمپس، پشاور۔

رسالہ جاری کروانے اور بذریعہ موبائل ترسیلِ زر کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں 0313 979 2537

تمام گزشتہ شمارے ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

physiologist72@hotmail.com | www.darwaish.org | zayadtariq@hotmail.com

ROHANGIYAN MUSLIMS IN MYANMAR

To The President of Myanmar

Through Islamabad Embassy

You say that Rakhine state is facing militants' attacks against your government. This is a statement given by you as one party. While on the other side a huge presentation of brutal killings by the forces of Myanmar is circulating on electronic and social media. Any human being who happens to see this thing feels it bitterly and cannot stop cursing you from the core of his heart. Your statement will only be acceptable if it is verified by international impartial journalists who should be allowed to move freely in all those localities where this brutal killing has been practiced by your forces. If this thing is not done then your statement will be considered as a mere propaganda for concealing the brutal and criminal killings of Muslims from your side.

Remember brutality and cruelty is never liked by the creator of this universe. A cruel gets satisfied from his cruelty and brutality but the nature doesn't tolerate him for a long time. Afterall, the cruel is ruthlessly punished by the almighty creator of the universe. This rule of almighty Allah has been repeated several times and is present as a true record in the pages of history. If you donot improve yourself you are also proceeding towards this disaster.

Dr. Fida Muhammad,

Peshawar, Pakistan.

برما (میانمار) کے روھنگیا مسلمان

(حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم)

آپ کہتے ہیں کہ راکھائی ریاست (میانمار) میں آپ کی حکومت کے خلاف دہشتگردانہ حملے ہورہے ہیں۔ یہ آپ کا یک طرفہ بیان ہے۔ جبکہ دوسری طرف سوشل اور الیکٹرانک میڈیا پر میانمار کی فوجوں کے ہاتھوں ظالمانہ اور سفاکانہ قتل عام کا مظاہرہ ہورہا ہے۔ کوئی آدمی جب اس مظاہرے کو دیکھتا ہے تو اس ظلم کو شدت سے محسوس کرتا ہے اور اپنے آپ کو دل کی گہرائی سے آپ کی حکومت پر لعنت کرنے سے نہیں روک سکتا۔ آپ کا یہ بیان اس وقت قابل قبول ہوگا جب عالمی سطح کے غیر جانبدار صحافی اس کی تصدیق کرلیں جنھیں ان علاقوں کا دورہ کرنے کی آزادانہ اجازت ہو جہاں آپ کی فوجوں نے مسلمانوں کا مجرمانہ قتل عام کیا ہے۔

یادرکھو ظلم اور سفاکیت اس کائنات کو پیدا کرنے والے رب نے کبھی پسند نہیں کی۔ ظالم اور سفاک اپنے ظلم اور سفاکیت سے مطمئن تو ہوجاتا ہے لیکن فطرت اسے زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کرتی۔ آخرکار ظالم کو ربِ ذوالجلال بیدردی سے سزا دیتا ہے۔ رب ذوالجلال کا یہ قانون کئی دفعہ دہرایا گیا ہے اور تاریخ کے اوراق میں ایک سچی اور پکی ٹھکی حقیقت کے طور پر موجود ہے۔ اگر آپ نے اپنے آپ کو درست نہ کیا تو آپ بھی اس تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے
ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

☆☆☆☆☆

ایک مجلس

(مورخہ یکم ذی قعدہ ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۲۰۱۷ء بروز پیر۔ضبط وترتیب: مولانا ڈاکٹر عبید اللہ صاحب مدظلہٗ)

(سیدی ومرشدی حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم عصر کی نماز کے بعد خانقاہ میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔آج کل درس تفسیر عثمانی سے ہوتا ہے۔اس سے قبل معارف القرآن (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)، آسان ترجمہ قرآن (مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم) اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر موضح القرآن کا درس حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی دے چکے ہیں۔اتوار کے دن میڈکل کالجوں کے داخلے کیلئے انٹری ٹیسٹ (ایٹا؛ETEA) ہو چکا تھا اور پیر کو اس ٹیسٹ کا نتیجہ بھی آچکا تھا۔بعض بچے جن کا نتیجہ اچھا نہیں تھا وہ بھی درس میں شریک تھے۔حضرت صاحب مدظلہٗ کے سامنے تفسیر عثمانی رکھی گئی لیکن بچوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے حضرت نے درس نہیں دیا بلکہ درج ذیل بیان فرمایا)

حضرت صاحب مدظلہٗ نے بادشاہ اور اس کے وزیر کا واقعہ سنایا کہ پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک نیک دل وزیر تھا جس کو بادشاہ سے بڑی محبت تھی۔بادشاہ کو بھی اس سے محبت تھی۔کوئی بھی واقعہ پیش آتا تو اس کی عادت تھی کہ وہ کہتا: ''بادشاہ سلامت اسی میں خیر ہوگی''۔اتفاقاً ایک دفعہ بادشاہ کی انگلی کٹ گئی۔وزیر صاحب نے کہا: بادشاہ سلامت اسی میں خیر ہوگی۔دوسرے وزیر جو اس وزیر صاحب سے حسد کرتے تھے ان کو موقع ہاتھ آیا، انھوں نے بادشاہ سے کہا کہ دیکھو یہ کتنا بیوقوف ہے کہ بادشاہ سلامت کی انگلی کٹ گئی ہے اور یہ کہتا ہے کہ اسی میں خیر ہوگی۔بادشاہ سلامت یہ اسی طرح ہر دفعہ یہ جملہ کہہ کر آپ کو بیوقوف بناتا ہے، بھلا اس میں کیا خیر ہے! اس طرح بادشاہ کو اچھا خاصا بدظن کر دیا۔مشورہ ہوا کہ شکار کیلئے نکلیں گے اور راستے میں اس وزیر کو کنویں میں دھکیل دیں گے۔

منصوبے کے مطابق بادشاہ شکار کیلئے نکلا۔راستے میں اس وزیر کو ایک کنویں میں دھکیل دیا گیا۔شکار کے دوران بادشاہ راستہ سے بھٹک گیا اور اپنے لشکر سے بچھڑ گیا یہاں تک کہ اپنی مملکت کی

سرحدات پار کر کے دوسری مملکت میں جا نکلا اور پکڑا گیا۔ وہاں کے بادشاہ نے کسی کام کے سلسلے میں ایک انسان کی قربانی کی منت مانی ہوئی تھی لیکن اپنی رعایا میں سے کسی کو قربان کرنا اپنی حکومت کے لئے اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ جب یہ اجنبی شخص پکڑا گیا تو پکڑنے والے بہت خوش ہوئے کہ بادشاہ کی منت پوری ہو جائے گی اور اس آدمی کو قربان کرلیں گے۔ آدمی کو پنڈتوں کو دکھایا گیا۔ دیکھنے پر انھوں نے کہا کہ اس کی تو ایک انگلی کٹی ہوئی ہے، اس کی قربانی نہیں دی جاسکتی چنانچہ بادشاہ سلامت کی جان بخشی ہوگئی۔

بادشاہ کو کنویں میں گرائے گئے وزیر کی بات کے مطابق تسلی ہوئی کہ انگلی کٹنے میں کتنی خیر تھی۔ جب بادشاہ واپس ہوا تو اس وزیر کو باہر نکالنے کا حکم صادر کیا اور اس سے معذرت کی کہ تم کنویں میں گر گئے تھے۔ اس نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت اسی میں خیر تھی''۔ بادشاہ نے کہا کہ میری انگلی جو کٹ گئی تھی اس میں تو واقعی خیر تھی، اور پھر اپنا سارا واقعہ سنایا، لیکن تمہارے کنویں میں گرنے میں کیا خیر تھی؟ وزیر نے کہا کہ جناب عالی! میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس دن بھی میں آپ کے ساتھ ہی ہوتا لہٰذا ہم دونوں گرفتار ہو جاتے۔ آپ کو تو کٹی انگلی کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا لیکن میں تو صحیح سالم تھا، اس لئے مجھے بادشاہ کی منت پوری کرنے کے لئے ذبح کردیا جاتا۔ یہ جواب سن کر بادشاہ بہت حیران ہوا کہ واقعی اس کے کنویں میں گرائے جانے میں بھی بڑی خیر تھی۔

اس کے بعد حضرت نے اپنے ایک ہم جماعت کا واقعہ سنایا جس کو ایم بی بی ایس کے آخری سال میں کینسر ہو گیا تھا۔ یہ طالب علم مردان کا خان تھا اور اس زمانے میں کلاس کا واحد طالبعلم تھا جو کبھی کبھی موٹر میں آتا تھا ورنہ عام طور پر موٹریں نہیں ہوتی تھیں۔ اس کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ یہ کینسر Lymphoblastoma تھا۔ یہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ علاج کرنے کے باوجود ایک سال سے زیادہ آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ فرمایا کہ میں آخری سال کے امتحان کے بعد تبلیغی جماعت میں چار مہینے لگانے کے لئے جا رہا تھا، اس سے ملنے گیا لیکن زیادہ بھیڑ ہونے کی وجہ سے بات نہ کر سکا۔ میں نے اس کی ڈائری میں لکھ دیا کہ اللہ کی ذات شفا دینے والی ہے اور نیک اعمال میں ہماری کامیابی ہے۔ جب ہم چار مہینے لگا کر واپس آئے تو پتہ چلا کہ وہ تو وفات پا گیا ہے۔ مجھے دوسرے ساتھیوں نے بتایا کہ اس نے

پیغام پڑھنے کے بعد باقاعدہ نماز پڑھنا شروع کردی تھی۔ بلکہ ایک مرتبہ اس کے دوست اس کو سینما لے گئے وہاں سے بھی اٹھ کر وہ نماز کے لئے چلا گیا۔ اب اگر اس خان سے کوئی پوچھتا کہ کینسر سمیت میڈیکل کا طالب علم بننا پسند کرتے ہو یا کینسر کے بغیر عام مزدور بننا پسند کرتے ہو تو اس کا کیا جواب ہوتا!

اسی طرح حضرت صاحب مدظلہٗ نے ایک مریض اور ہندوستانی حکیم کا واقعہ سنایا کہ ایک مریض کو لایا گیا، حکیم صاحب نے بتایا کہ مریض لاعلاج ہے، واپسی پر جب جا رہے تھے تو ایک تالاب تھا جس میں پانی جمع تھا، یہ مریض بہت زیادہ پیاسا تھا اس لئے اس کو اسی تالاب کا پانی پلانا پڑا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مریض مکمل طور پر ٹھیک ہو گیا۔ وہ دوبارہ حکیم صاحب کے پاس آیا اور اپنا واقعہ سنایا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ تمہارا علاج یہ تھا کہ مرے ہوئے سانپ کو پانی میں ڈال دیا جاتا یہاں تک کہ وہ گل سڑ جاتا پھر اس پانی کو تو پیتا۔ یہ لوگ دوبارہ تالاب پر آئے، اس کو خالی کرایا تو اس کی تہہ میں ایک گلے سڑے سانپ کو پایا۔ (جب اللہ تعالیٰ شانہٗ کسی کو صحت دینا چاہیں تو یونہی غیب سے اس کا سامان کر دیتے ہیں اور جب صحت نہیں دیتے تو اس میں اس کی بھلائی نہیں ہوتی۔ مرتب)

اس کے بعد حضرت نے اعتقاد پر ایک واقعہ اپنا اور ایک اپنے بھتیجے و خلیفہ جناب مشتاق صاحب کا سنایا۔ حضرت نے اپنا واقعہ سنایا کہ بہاولپور کے میڈیکل کالج میں بطور بیرونی ممتحن حضرت کی ڈیوٹی تھی۔ قیام بہاولپور میڈیکل کالج کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر امتیاز صاحب کے خالہ زاد بھائیوں کی جگہ پر تھا۔ یہ جگہ شہر سے باہر ایک خوبصورت گاؤں تھا جس میں ان کی وسیع زراعتی زمینیں تھیں۔ ساری برادری مجلس ذکر کیلئے جمع ہوئی۔ سارے لوگ اچھی مالی حیثیت والے تھے۔ اپنے ایک بھائی کا انھوں نے تعارف کرایا کہ یہ ذہنی مریض ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کی میں نے اندازہ لگایا کہ یہ بھائی مالی لحاظ سے ذرا کمزور ہیں۔ دنیا کے فانی اور بے حیثیت ہونے پر بیان ہوا اور اس بات پر تبصرہ ہوا کہ اصل اعزاز تقویٰ اور پرہیزگاری میں ہے۔ مجلس کے بعد بیمار کیلئے ایک بوتل میں پانی دم کرنے کیلئے لایا گیا۔ بوتل ان لوگوں نے پردے والے کپڑے کے پیچھے رکھ دی لیکن حضرت دم کرنا بھول گئے اور واپس آگئے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اگلے سال دوبارہ جانا ہوا اور پھر قیام انہی کی جگہ پر ہوا۔ مجلس ذکر

کے بعد ان سے پوچھا کہ تمہارا وہ بیمار بھائی اب کیسا ہے تو انھوں نے بتایا کہ وہ تو آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ڈاڑھی بھی رکھ لی تھی اور بیماری سے مکمل صحت یاب ہو گیا تھا۔

مشتاق صاحب کا واقعہ حضرت نے سنایا کہ وہ دانتوں کے درد کے لئے ایک تعویذ لکھ کر لکڑی کے اوپر رکھ کر اس میں کیل ٹھونکتے ہیں جس سے دانت کا درد ختم ہو جاتا ہے۔ گاؤں کا ایک آدمی آیا اور مشتاق صاحب سے کہا کہ استاد جی گھر والی کے دانت میں سخت درد ہے، ذرا کیل ٹھونک دیں تاکہ تکلیف ختم ہو۔ مشتاق صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس آدمی کو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ میں عمل کر لیتا ہوں۔ مصروفیت کی وجہ سے وہ بھول گئے۔ دوسرے دن وہی آدمی راستے میں آمنے سامنے آگیا، پریشانی ہوئی کہ یا اللہ! اب تو نہ راستہ بدل سکتا ہوں اور نہ اس کو بتا سکتا ہوں کہ میں نے کیل نہیں ٹھونکی، اب کیا کروں۔ اتنے میں اس آدمی نے سلام کیا اور میرا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے رات کو جو عمل کیا اسی وقت سے درد بالکل غائب ہو گیا۔ حضرت نے مشتاق صاحب کو بتایا کہ دراصل یہ ہمارا کوئی کمال نہیں ہوتا، اللہ کا فضل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر ہوتی ہے۔ یہ لوگ جو آتے ہیں، ہماری طرف نہیں آتے بلکہ اللہ پاک کی اس رحمت کا سہارا لینے کے لئے آتے ہیں جو اتنا رحیم و کریم ہے کہ کسی کو مایوس نہیں فرماتا۔

آخر میں حضرت صاحب مدظلہٗ نے اکوڑہ خٹک کے ایک حاجی صاحب کا واقعہ سنایا کہ اس کا بیٹا میڈیکل کالج کے داخلے سے رہ گیا تو میں نے تسلی کے کچھ الفاظ اس سے کہے۔ اس پر اس حاجی صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب! میں بالکل خفا نہیں ہوں۔ پھر اپنا ایک چشم دید واقعہ سنایا کہ ادھر ہمارے ایک مولانا صاحب تھے جنھوں نے بہت محنت مشقت کر کے بیٹے کو ڈاکٹر بنایا۔ ڈاکٹر بننے کے بعد بیٹے نے والد صاحب کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ یہ ڈاکٹر صاحب گاڑی میں بیوی سمیت جا رہا تھا۔ اس کے والد مولانا صاحب بھی پیدل جا رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد مولانا صاحب کے لئے گاڑی نہیں روکی کہ ان کو بھی سوار کر لیتا۔ اگر اولاد اس طرح کی ڈاکٹر بن بھی جائے تو اس کا فائدہ ہی کیا!

پھر حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں تو خیبر میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس میں داخل ہوگیا جبکہ میرا ایک کلاس فیلو سلیکٹ نہیں ہوسکا۔ ظاہر ہے کہ میں بہت خوش تھا اور وہ خفا تھا۔ وہ کیمسٹری میں ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی کرکے پشاور یونیورسٹی میں ملازمت پر آگیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ ایک یونیورسٹی کا وائس چانسلر ہوگیا۔ اس یونیورسٹی کے میڈیکل کالج کیلئے سٹاف کا انتخاب ہو رہا تھا۔ میں اس انٹرویو پینل میں بیس گریڈ کا پروفیسر بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ بیٹھا ہوا تھا جبکہ میرا وہ دوست بطور وائس چانسلر بائیس گریڈ کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ واقعی وَعَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ: ۲۱۶) ترجمہ: اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (تفسیر عثمانی)

انسان کو اللہ کی تقدیر پر صابر شاکر رہنا چاہئے۔ اگر یہ صابر شاکر نہ رہے تو تقدیر کو تو بدل سکتا نہیں البتہ پریشانی میں مبتلا ہوگا۔ واقعی جو تقدیر پر راضی نہ ہو گویا وہ دیوار سے ٹکرا رہا ہے۔ ظاہر ہے دیوار تو گرا نہیں سکتا، کو دکو ہی نقصان پہنچائے گا۔

(صفحہ ۱۸ سے آگے) کے پیدائشی سینگ نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینگ تھے لیکن ایسے ٹوٹ گئے کہ صرف خول اتر گیا اور اندر کا گودا برقرار رہا تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ البتہ اگر جڑ ہی سے ختم ہوگئے تو پھر اس کی قربانی جائز نہیں۔

خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حاملہ گائے وغیرہ ہو اور ظاہر میں اس کا پتہ نہ چلتا ہو لیکن ذبح کرنے کے بعد اس کا حاملہ ہونا معلوم ہوا تو یہ قربانی صحیح ہوگی۔ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا تو اسے بھی ذبح کیا جائے اور اگر مردہ پیدا ہو تو اسے پھینک دیا جائے۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے، غرباء، فقراء، مساکین کو بھی دیا جائے اور یار دوست، احباب اور رشتہ داروں کو بھی بھجوایا جائے۔ کم از کم ایک تہائی حصہ گوشت خیرات کیا جائے۔ اگر ایک تہائی سے کم گوشت خیرات کیا باقی رشتہ داروں اور عزیز واقارب کو دیا یا خود کھالیا تو بھی صحیح ہے۔

ملفوظاتِ شیخ ۔ڈاکٹر فدامحمد صاحب دامت برکاتہ (قسط۔۸۸)

(ظہور الٰہی فاروقی صاحب)

سلاسل کے ذمے بھی آج کے دور میں یہ اہم ذمہ داری ہے کہ انسان کی ہر رُخ سے رہنمائی کر کے اس کو ایسے راستے پر ڈالیں کہ دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے وہ کامیاب ہو:

فرمایا کہ بعض سائیکاٹرک مریض آتے ہیں، ان سے پوچھو کہ تم نے علاج کیوں چھوڑ دیا تو جواب ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب! اس میں نشے کی دوائیاں تھیں جن سے نیند بہت آتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو کس نے کہا تھا کہ یہ نشے کی گولیاں ہیں، یہ تو دماغی تکلیف کا علاج ہیں، اور چند دن کے استعمال سے نیند بھی قابو میں آجاتی ہے۔ اب معدے اور گردے کی بیماری کا جب ڈاکٹر صاحبان علاج کرتے ہیں تو بیڈ ریسٹ کرواتے ہیں، آدمی کو ۵ دن ہوں یا ۱۰ دن، لیٹنا پڑتا ہے۔ اسی طرح دماغ کی بیماری کا جو علاج ہے اس میں نیند آتی ہے، یہ چند دن تک ہوتی ہے، پھر اس کو آدمی Over Power (قابو) کر لیتا ہے۔ اللہ کرتا ہے کہ صحت ہو جاتی ہے اور آدمی ٹھیک ہو جاتا ہے، لیکن اس کو مریض مانتا نہیں ہے۔ مجھے کمر کی جو تکلیف ہوئی تو ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا۔ ایک مریض نے کہا کہ ایک احتیاط میں آپ کو بتاتا ہوں، اس کی پابندی آپ کر لیں تو کافی فرق ہو جائے گا، اس کو آپ نے جاری رکھنا ہے۔ اس نے بتایا کہ تین دن آپ مکمل بیڈ ریسٹ کریں گے، صرف وضو کے لئے اٹھ جایا کریں اور نماز پڑھ لیا کریں، اس کے علاوہ مکمل آرام کریں۔ تین دن جو میں نے آرام کیا تو واقعی اس میں ۶۰ فیصد افاقہ ہوا۔ پھر میں ٹھیک ہو رہا تھا کہ بہاولپور کے ساتھی پیچھے پڑ گئے کہ آؤ جی خیر ہے، جہاز میں آنا ہوگا، اتنی تکلیف نہیں ہے۔ جہاز میں تو میں گیا پر جس وقت واپس آیا تو جس جگہ بیماری تھی وہیں واپس پہنچ گئی۔

تو صورتحال یہ ہے کہ سلاسل کے ذمّے بھی آج کے دور میں یہ اہم ذمہ داری ہے کہ انسان کی ہر رُخ سے رہنمائی کر کے اس کو ایسے راستے پر ڈالیں کہ دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے وہ کامیاب ہو۔

انفعال اور افعال:

فرمایا کہ انفعال اور افعال دو اصطلاحیں ہیں۔ محققین کہتے ہیں کہ افعال سے متاثر ہونا چاہئے، انفعال سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ انفعال انسان پر کسی کیفیت کے طاری ہونے کو کہتے ہیں مثلاً ذکر، تلاوت، نماز میں مزہ آنے لگ گیا، دل اچھلنے لگ گیا، رونے کی کیفیت طاری ہوگئی، اچھے خواب نظر آنے لگ گئے، یہ ساری باتیں انفعالات ہیں۔ افعال شریعت کے اعمال کو کہتے ہیں جو عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت کی شکل میں ہیں۔ اصلِ تصوف انفعالات نہیں ہیں۔ شریعت کے ظاہری و باطنی اعمال پر اخلاص اور اللہ کے دھیان کے ساتھ عمل کرنا اصلِ تصوف ہے۔

اللہ والوں کی زندگی میں رحمت اور کشش ہوتی ہے:

فرمایا کہ سچ ہے کہ اللہ والوں کا وجود ہی رحمت و برکت ہے۔ جس جگہ پر بھی چلے جائیں عامی سے عامی آدمی کو بھی پتہ چلتا ہے کہ کوئی اثرات والی شخصیت ہے۔ ہمارے ہاسٹل کا ہیڈ بیرا تھا، فقیر اس کا نام تھا، وہ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت معتقد تھا۔ ایک دفعہ میں نے اس سے پوچھا کہ فقیر تم مولانا صاحبؒ کے کیسے معتقد ہوئے؟ اس نے بتایا کہ مولانا صاحبؒ ایک دفعہ بیان کے لئے ہمارے ہاسٹل میں آئے، نیچے بڑے ہال میں کامن روم تھا اور اس میں ٹی وی لگا ہوا تھا اور اوپر مسجد تھی۔ جوں ہی مولانا صاحبؒ آکر بیٹھے تو ٹی وی بند ہوگیا۔ بیان مکمل ہوا اور سب کچھ ختم ہونے کے بعد جب مولانا صاحبؒ ہاسٹل سے تشریف لے گئے تو ٹی وی پھر چل پڑا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو میں نے کہا کہ ضرور کوئی بات ہے اس عالم میں! تو سچ ہے کہ اللہ والوں کی زندگی میں رحمت اور کشش ہوتی ہے۔

جب تک آدمی کے عقائد اہلِ سنت والجماعت کے نہیں ہوتے، اس پر اللہ کے تعلق کا دروازہ نہیں کھلتا خواہ کتنی عبادت کیوں نہ کر رہا ہو:

فرمایا کہ جب تک اہلِ سنت والجماعت کے عقائد نہیں ہوتے کسی کے، اس پر اللہ کے تعلق کا دروازہ نہیں کھلتا خواہ کتنی ہی عبادت کیوں نہ کر رہا ہو۔ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل ابنِ ملجم کو قتل کیا جا رہا تھا جو کہ خارجی تھا تو اس نے کہا کہ مجھے قتل کرتے ہوئے میری زبان نہ کاٹنا تاکہ میں آخر تک اللہ

کا ذکر کر سکوں، اتنا ذاکر تھا، لیکن تھا خارجی کیونکہ عقیدہ درست نہیں تھا، عقیدہ اہلِ سنت والجماعت کا نہیں تھا۔ عقیدہ خارجی تھا۔ عبدالعزیز بن دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس وقت آدمی پر ولایت کا دروازہ کھلتا ہے اسی وقت اس کے قلب کا حال بدلتا ہے اور اس کے عقائد اہلِ سنت والجماعت کے ہوجاتے ہیں۔ تو عقائد کو تفصیل سے سیکھنا، ان کو درست کرنا، پھر عقائد کی ظاہری ترتیب کے بعد ان کے حقائق حاصل ہونا.... توحیدِ ذاتی، توحیدِ صفاتی، توحیدِ افعالی تو پڑھ لئے عقائدِ نسفی سے، لیکن اب آپ کا برتاؤ توحیدِ ذاتی وصفاتی کے اثر کے تحت ہو، آپ غیر اللہ کو اہمیت نہ دیتے ہوں، اللہ کے غیر کا خوف آپ پر نہ آتا ہو، اللہ کے غیر کو دکھانے کی سوچ آپ کو نہ آتی ہو، اللہ کے غیر کا شوق آپ کو نہ ہوتا ہو، آپ کو ایسا توکل حاصل ہو کہ مال اور اسلحے کے مقابلے میں توکل پر دارومدار کر رہے ہوں..... یہ عقائد کی عملی ترتیب ہے۔

ایک اس کی نظری بحث ہوگئی کہ آپ کو سمجھ آجائے، آپ نے زبان سے اقرار کر کے دل میں ان کو مان لیا۔ اور پھر ایک یہ کہ آپ کو وہ حال حاصل ہوگیا، اب آپ ان عقائد کو برت رہے ہیں یعنی آپ کے اعمال ان عقائد کے زیرِ اثر ہو رہے ہیں۔ یہ بڑی منزل ہے آگے۔ تو عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرت، پانچوں شعبوں میں آدمی کو پوری تربیت حاصل ہوجائے۔ پہلے بزرگ کافی عرصہ جا کر گزارتے تھے مشائخ کے پاس اور اپنے آپ کو ڈانٹ ڈپٹ کے لئے ہر وقت پیش کیا ہوتا تھا تاکہ تربیت ہوجائے۔

یہ زورِ دست وضربتِ کاری کا ہے مقام:

فرمایا کہ دو باتیں میں آپ کو بڑی کام کی سناؤں، جن کو کافر جانتا ہے اور اس پالیسی پر وہ چل رہا ہے۔ جس وقت کافر دیکھتا ہے کہ جس ملک میں، جس معاشرے میں مسلمان عورت Skirt (سکرٹ یعنی آدھا جانگھیا جس میں آدھی رانیں ننگی ہوتی ہیں) پہن کر باہر نکل گئی، وہ پھر رہی ہے اور اس پر ردِعمل نہ ہوا تو اس کو اندازہ ہوجاتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا کہ اگر ان پر چڑھ دوڑو تو ان میں کھڑا ہونے کی جان نہیں ہے۔ مغلوں کے محمد شاہ رنگیلا پر نادر شاہ درانی تب حملہ آور ہوا جب محمد شاہ رنگیلا شراب کے تالاب میں کشتی میں لڑکیوں کو لئے بیٹھا تھا۔ جب اسے اطلاع ملی کہ نادر شاہ درانی آگیا تو اس نے پوچھا کتنا دور

ہے، کہا بیس میل۔ اس نے کہا: "ھنوز دھلی دور است" یعنی ابھی دہلی دور ہے۔ ان دنوں بیس میل طے کرنے میں ایک دن لگتا تھا تو اس نے سوچا ایک دن اور ہم شراب پی سکتے ہیں اور ساری گندگیاں کر سکتے ہیں۔ تو اس حد تک گراوٹ آ گئی تھی۔ جب نادر شاہ نے دہلی پر قبضہ کیا اور فتح کیا تو کہا کہ سات دن تک کشت وخون کرتے رہو کہ یہ اتنے گندے ہیں کہ ان کا کٹنا اور زمین پر ان کے خون کا بہنا، یہ ہونے دو۔ یہ بات ہو جاتی ہے۔ اہلِ نظر اس بات کو دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ گندگی یہاں تک پہنچ گئی ہے، یہ بات ہونے والی ہے۔

فتح کے بعد محمد شاہ رنگیلا کی بیٹی سے نادر شاہ درانی کے بیٹے کا نکاح پڑھا جا رہا تھا تو اس کے بیٹے کو بڑی شرمندگی محسوس ہوئی۔ اس نے کہا: ابا جان! قاضی شہزادی کے نام کیساتھ تو سات پشتیں بادشاہوں کی گنوائے گا جبکہ میرا دادا تو گڈریا تھا، پھر کیا کریں گے؟ نادر شاہ نے کہا: قاضی کو کہنا کہ جب اس کی سات پشتیں بادشاہوں کی گن لے تو تمہارا نام لے پھر نادر شاہ کا نام لے اور پھر کہے نادر شاہ ابنِ شمشیر ابنِ شمشیر ابنِ شمشیر..... یوں سات دفعہ کہے یعنی نادر شاہ تلوار کا بیٹا، تاکہ ان کو پتہ چلے کہ جو ان پر چڑھ کر آئے ہیں وہ سات پشتوں کی بادشاہت لے کر نہیں آئے بلکہ وہ ہاتھ میں تلوار لے کر آئے ہیں۔

یہ زورِ دست وضربتِ کاری کا ہے مقام
فطرت لہو ترنگ ہے غافل نہ جلترنگ		(ضربِ کلیم۔ علامہ اقبال)

واقعی فطرت بازو کی طاقت اور زوردار وار کا ساتھ دیتی ہے۔ یہاں جلترنگ (رباب/ساز) کے بجانے سے کام نہیں چلتا، جسم کا خون بہانے سے کام بنتا ہے۔

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے:

فرمایا کہ صبح کی مجلس میں ڈاکٹر ناصر شاہ صاحب نے عجیب معرفت کی بات کہہ دی۔ اس نے کہا کہ وہ دِیر میں اپنے گاؤں میں بیٹھا ہوا تھا، اس وقت اس کا کلاس فیلو اور محلے دار اور علاقے کا (پچھلی حکومت کا) ایک وزیر بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں بتایا گیا کہ محلے میں فلاں آدمی بیمار ہے۔ ایک تبلیغی ساتھی نے سنا تو کہا کہ اوہو! بیمار ہے تو اس کی عیادت کیلئے تو ضرور جانا چاہیے کیونکہ آدمی جب صبح عیادت کیلئے

جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔لہٰذا عیادت کیلئے تو ضرور جانا چاہیے تاکہ اتنا بڑا اجر وثواب حاصل ہو۔اس پر سیاسی لیڈر (سابق وزیر) نے کہا کہ خدا کی شان کہ آپ لوگوں کی یہ نیت ہو جاتی ہے جبکہ ہم اپنے آپ کو اگر بہت بھی گھسیٹیں تب بھی ہماری نیت ووٹ ہی کی ہوتی ہے کہ ووٹ ملیں گے۔واقعی آپ نے بات ٹھیک کہی کہ وہ (بیمار) آدمی تو بڑا ملک صاحب ہے،اس کے پاس تو بڑے ووٹ ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ مسلم لیگ کے ہراول دستے کے کارکنوں میں سے تھے اور مسلم لیگ کونسل کے ممبر تھے،جس کے پورے ہندوستان میں ۷۰ ممبر ہوتے تھے،فرمایا کہ ایک دفعہ جمعہ کا دن تھا تو میں نے اپنے مسلم لیگیوں سے کہا کہ ہر وقت مسلم لیگ،مسلم لیگ کہتے رہتے ہو، آج جمعہ کا دن ہے،کم از کم نماز کیلئے تو جانا چاہیے۔اس پر ایک (پشاور شہر کا فدا محمد خان جو بعد میں کچھ عرصہ کیلئے گورنر بھی رہا) نے جواب دیا کہ مولانا نے بات بڑے پتے کی کہی،واقعی آج تو سارے ووٹ مسجد میں ہیں،جمعے کی نماز کو تو جانا چاہیے تاکہ وہاں پر ووٹروں سے تعارف ہو جائے۔استغفر اللہ!

قوت والا عمل:

فرمایا کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ پاک نے جب زمین کو پیدا کیا تو یہ لرز رہی تھی، ڈول رہی تھی،اس پر آدمی کیلئے چلنا،پھرنا،رہنا مشکل تھا تو اللہ پاک نے اس پر پہاڑوں کو اتارا۔پہاڑ زمین کی میخیں ہیں جس نے زمین کو سکون میں کر دیا۔لہٰذا پہاڑ بڑی سخت چیز ہے۔لیکن پہاڑ سے زیادہ سخت لوہا ہے جو پہاڑ میں سوراخ کر دیتا ہے،اور لوہے سے زیادہ سخت آگ ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے اور آگ سے سخت پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے اور پانی سے سخت ہوا ہے جو پانی کو اڑا دیتی ہے۔پھر حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ اس سے بھی زیادہ طاقتور مؤمن کا وہ عمل ہے کہ وہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔اس کی اتنی قوت اور طاقت ہے کہ وہ ہوا،پانی،آگ،لوہا،پہاڑ پر بھاری ہے۔عمل کی اتنی قوت ہے۔

قوت کب ہے؟ جب عمل اللہ کی رضا کیلئے ہو جائے۔پھر اس کی یہ قوت ہے! تو اس کی قوت

کے آگے کیا ہوا، کیا پانی، کیا آگ، کیا لوہا، کیا پہاڑ، سب اس کے آگے سرنگوں ہیں۔ اب اس عمل کو آدمی گھٹیا دنیا اوراس کے مفادات حاصل کرنے کیلئے کررہا ہو، دنیا کی نیت کرکے، دنیا کو مقصد بنا کر کررہا ہو۔ کتنا گھٹیا ارادہ ہے، کتنی کمزور ترتیب ہے۔

عمل تو نیک ہے مگر نیت فاسد ہے:

فرمایا کہ اہلِ تصوف کی ایک بات تو اللہ کا دھیان ہو جانا ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک اور دوسری بات اخلاص ہے، کہ ہر عمل میں اخلاص ہو۔ جب ہر عمل میں اخلاص ہو گیا تو اللہ والوں کے دنیا کے اعمال بھی دین بن جاتے ہیں، عبادت بن جاتے ہیں، نیکی بن جاتے ہیں۔ تو ان کا تو دنیا کا عمل دین وعبادت بن گیا جبکہ ہمارا دین کا عمل گناہ ومعصیت بن گیا کیونکہ ہم اسے فاسد نیت سے کررہے ہیں کہ عمل تو نیک ہے مگر نیت فاسد ہے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ فاسد نیت کی وجہ سے نیک عمل فاسد ہو گیا، مردار کی طرح ہو گیا۔ جیسے مردار گھوڑے کی شکل تو گھوڑے کی طرح ہے لیکن اس میں دَم نہیں، تین دن گزر جائیں تو اس سے بدبو آئے۔ تو بغیر اخلاص کے اعمال کی ترتیب ایسے ہی ہوتی ہے۔ شریعت پر عمل اخلاص کے ساتھ اور اللہ کے دھیان کے ساتھ ہو، یہی سارا راز ہے۔

اصل تو شریعت ہے، جیسے نماز کا رکوع، سجدہ، اس کی التحیات، اس کی سورۃ فاتحہ، اصل یہ ہیں۔ اگر یہ نہیں ہیں تو دھیان کا آپ کے پاس ہونا اور اخلاص کا آپ کے پاس ہونا کارگر نہیں، کیونکہ ظاہری شریعت نہیں۔ جب عمارت کا بنیادی ڈھانچہ ہوگا تو اس پر پلستر کریں گے، گُل کاری کریں گے اور اگر ڈھانچہ نہیں تو اس پر نہ پلستر کی جگہ ہے اور نہ ہی گُل کاری کی جگہ ہے۔ شریعت تو بنیادی ڈھانچہ ہے اور بنیاد ہے۔

(جاری ھے)

اطلاع

ان شاء اللہ آئندہ ماہانہ اجتماع ۱۶ ستمبر بروز ہفتہ پشاور خانقاہ میں منعقد ہوگا۔

بیان مغرب کی نماز کے بعد ہوگا۔

قربانی اور اس کی اھمیت

(جناب گوہر رحمان نقشبندی فریدی صاحب ''فقیر باباجی'' ایڈوکیٹ)

ہر سال ۱۰ ذوالحجہ کے موقع پر مسلمانانِ عالم سنت ابراہیمی اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے اللہ پاک کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

قربانی سنت ابراہیمی ہے لیکن آقائے نامدار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ابراہیمی پر مداومت اختیار فرمائی اس لئے یہ سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ یہ ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں داخل ہے جیسا کہ ارشاد قرآن حکیم سے واضح ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (کوثر:۳)

(پس اپنے رب کے لئے نماز قائم کرو اور قربانی کرو)

اللہ جل جلالہٗ کو قربانی کے گوشت یا خون کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ وہ ذات باری تعالیٰ اپنے بندوں کی نیت، خلوص اور تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ (الحج:۳۷)

(نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو انکے گوشت اور نہ انکے خون البتہ پہنچتا ہے اسکے حضور تقویٰ تمہاری طرف سے)

سورۃ الحج (آیت ۳۴) میں ارشاد سبحانی ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (الحج:۳۴)

(اور ہر امت کے لئے ہم نے مقرر فرمائی ہے ایک قربانی تا کہ وہ ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ان بے زبان جانوروں پر ذبح کے وقت جو اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا فرمائے ہیں)

مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابی نے عرض کیا کہ اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بال

کے عوض ایک نیکی ہے۔ اون کے متعلق فرمایا کہ اون کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد باقاعدگی کے ساتھ قربانی فرمائی اور کسی بھی سال ترک نہیں کی۔ اسی طرح عید قربان کے موقع پر قربانی کا وجوب سامنے آتا ہے۔ قربانی نہ کرنے پر تاجدار معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید فرمائی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔

قربانی کی فضیلت میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔

قربانی ہر کسی پر واجب نہیں بلکہ صرف صاحب نصاب لوگوں، یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے مساوی روپے پیسے ہوں، پر لازم ہے۔ مسافر، نابالغ اور مجنون پر باوجود شرائط قربانی کے موجود ہونے کے قربانی لازم نہیں۔ لیکن اگر مسافر قربانی کے تین ایام میں وطن واپس پہنچ گیا تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔

جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے، اس پر قربانی کے ایام میں قربانی واجب ہے۔ قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربانی کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کو نماز عید کے بعد سے لیکر ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے تک ہے۔ لیکن ان تین ایام میں افضل پہلا دن ہے۔ اس کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا دن۔ ان تین دنوں میں رات کے وقت بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، روزمرہ کے استعمال کے کپڑوں اور استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے مساوی نقد روپیہ، مال یا سامان تجارت یا دیگر اشیاء موجود ہوں، اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر کسی شخص کے دو مکان ہیں۔ ایک مکان وہ اپنی ذاتی رہائش کے لئے استعمال کرتا ہے اور دوسرا مکان خالی ہے لیکن اس دوسرے مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ چاہے

ایک گھر میں کتنے بھی لوگ رہائش رکھتے ہوں تو ان میں سے جو جو صاحب نصاب ہے، ان سب پر الگ الگ قربانی کرنا لازم ہے، چاہے شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔

اگر کسی عورت کا مہر معجّل اتنا ہو جسکی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر بنتی ہو، یا صرف والدین کی جانب سے ملے ہوئے زیورات اور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو چھوتے ہوں تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی تنخواہ دار شخص ہے اور اس کی تنخواہ کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن نہیں اور اسی تنخواہ سے اس کے اہل وعیال کی صرف گزر بسر ہو سکتی ہے اور کوئی رقم بچت نہیں ہوتی تو اس پر قربانی کرنا لازم نہیں۔ اگر کسی کی زرعی زمین ہے لیکن وہ بس اتنی ہے کہ اس کا اور اس کے اہل وعیال کا اس کی پیداوار سے گزر بسر ہوتا ہے تو وہ بھی قربانی کرنے کا مکلّف نہیں۔ ہاں ایک شخص ہے جس پر قربانی کرنا واجب نہیں لیکن شوقیہ قربانی کے نام سے قربانی کا جانور خریدا تو اب اس پر قربانی واجب ہے۔

جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہو اور اس نے قربانی کے تین متعین دنوں میں قربانی نہ کی تو اس کے بعد قربانی کرنا درست نہیں۔ اسے چاہئے کہ اللہ جل شانہٗ سے توبہ اور استغفار کرے اور قربانی کے جانور کی مالیت کے مساوی رقم صدقہ، خیرات کر دے۔ جس شخص پر قربانی واجب ہے اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ہی لازم ہے۔ اگر اس کے مساوی رقم خیرات کرے یا بازار سے گوشت خرید کر غرباء میں تقسیم کرے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گناہگار ہوگا۔

شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ نماز عید ادا ہونے کے بعد قربانی کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کی تو یہ قربانی صحیح نہ ہوگی۔ البتہ دیہات میں جہاں نماز عید نہیں ہوتی، عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد قربانی درست ہوگی۔

اگر کوئی شخص خود تو شہر میں موجود ہے لیکن اس نے قربانی کا جانور دیہات میں قربانی کے لئے بھیجا ہے تو اگر وہاں عید کی نماز ادا نہیں کی جاتی اور وہاں صبح صادق کے بعد اس جانور کی قربانی کی جائے تو درست ہوگی۔

اگر کسی نے قربانی کی نیت سے جانور باندھ رکھا تھا لیکن کسی عذر کے بنا پر قربانی نہ کر سکا تو اس جانور کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ ذبح کر کے کھانا جائز نہیں۔

بہتر یہ ہے کہ قربانی کرنیوالا اپنے قربانی کے جانور کو خود ذبح کرے اور اگر وہ خود نہیں کر سکتا تو قربانی کے وقت قربانی کے جانور کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔ قربانی کے وقت الفاظ کے ذریعہ نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ صرف دل کی نیت بھی کافی ہے۔ جو مسنون دعائیں احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں، کسی کو یاد ہوں تو وہ پڑھنا بہتر ہے۔

جس شخص کے ذمے قربانی واجب ہے اگر وہ کسی دوسرے شخص کو اپنا نائب مقرر کرے کہ وہ شخص قربانی کرنیوالے کی طرف سے ذبح کرے تو جائز ہے، لیکن اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے قربانی کا جانور ذبح کرے تو قربانی ادا نہیں ہوگی، اور اگر کسی زندہ شخص کو بحیثیت شریک حصہ دار اس کے حکم کے بغیر شامل کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی ادا نہیں ہوگی۔

اگر کسی کی اولاد ہے، وہ بالغ بھی ہے اور صاحب نصاب بھی، تو اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے کا وہ مکلّف نہیں بلکہ اولاد خود قربانی کرے۔ اسی طرح خاوند بیوی کی طرف سے قربانی کرنے کا ذمہ دار نہیں۔ اگر بیوی صاحب نصاب ہو تو اسے اپنے لئے الگ انتظام کرنا چاہئے۔ اور اگر خاوند بہ طیب خاطر اپنی بیوی کی جانب سے کرے تو کر سکتا ہے۔

جس کسی کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے توفیق عطا کی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین، اعزاء واقارب اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے، اس کا عنداللہ بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔ محبوب سبحانی سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت مسلمہ پر بیشمار و بے حساب احسانات ہیں، اگر توفیق ہو تو اپنی قربانی کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بھی قربانی کی جائے۔

قربانی مندرجہ ذیل جانوروں سے ہوتی ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کے ذبح کرنے سے قربانی نہیں ہوتی: گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکری، بکرا، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ۔

بڑے جانور جیسے گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن کر

شریک ہو سکتے ہیں مگر ضروری ہے کہ کسی بھی شراکت دار کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ چھوٹے جانوروں کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے نہ کہ ایک سے زیادہ۔

قربانی کے لئے قربانی کی نیت بہت ضروری ہے۔ اگر کسی ایک شخص کی بھی نیت صحیح نہ ہو تو شراکت کی صورت میں بھی کسی بھی شخص کی قربانی نہیں ہوگی۔

قربانی کے جانور کی صحت اور عمر کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ بکری، بکرا کی عمر اگر ایک سال سے ایک بھی دن کم ہو تو اسے قربانی کے لئے مناسب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ گائے، بھینس وغیرہ بڑے جانور کے لئے دو سال کی عمر کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اونٹ کے لئے پورے پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے اگر کوئی بھی جانور مقررہ عمر سے کم ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔ البتہ بھیڑ، دنبہ اگر چھ ماہ سے زائد کا ہو لیکن اتنا فربہ ہو کہ اگر ایک سال عمر کے دوسرے بھیڑ، دنبوں کے ساتھ چھوڑ دیا جائے تو اس کا جسمانی فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی صحیح ہوگی۔

درج ذیل جانوروں کی قربانی باوجود پوری عمر ہونے کے درست نہیں ہوگی:

جو جانور پورا اندھا یا کانا ہو یا اس کی آنکھ کی تہائی روشنی یا زیادہ جاتی رہی۔

جس جانور کا کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو۔

جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ تین پاؤں سے چلتا ہو اور چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں، یا رکھتا ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا۔ البتہ اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا لیتا تو ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے، تو اس کی قربانی جائز ہوگی۔

جانور جتنا موٹا تازہ ہو، قربانی کے لئے وہی اچھا ہے۔ اگر جانور نحیف و نزار ہو اور ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو تو وہ قربانی کے لئے موزوں نہیں۔

جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا زیادہ جھڑ گئے ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

جس جانور کے کان پیدائشی طور سے نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر پیدائشی کان چھوٹے ہوں اور کٹے ہوئے نہ ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی جانور (بقیہ صفحہ ۷ پر)

(قسط:۴)

سنہری باتیں

ملفوظات حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم جمع کردہ علامہ محمد طفیل صاحب

(مرتب: صلاح الدین ایوبی، جماعت ہشتم، کوہاٹ)

تصوف کی حقیقت

ارشاد فرمایا: تصوف کی حقیقت صرف ذکر واذکار نہیں کہ بس چھ لطائف اچھلنا شروع کر دیں تو کامل ہوگیا، اور نہ ہی بیت اللہ کا طواف کرنا یا مسجد نبوی میں حاضری دے کر رونا دھونا اس کی حقیقت ہے۔ ہم تو پورا دین اسی کو سمجھتے ہیں۔ تصوف نام ہے قلب کے ایمان اور قالب کے اعمال درست ہونے کا۔ اگر صرف بیت اللہ کی نسبت کافی ہوتی تو ابوجہل مولدِ کعبہ ہے، وہ سب سے کامل ہوتا۔

''صادقین'' سے مراد

ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ:۱۱۹)

میں صادقین سے مراد ''کاملین صوفیاء'' ہے۔ باری تعالیٰ نے ایمان والوں کو ان کی صحبت و معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

تبلیغی جماعت کی تربیت اور سبق

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کے ساتھ دینی محنت کی ایسی توفیق بخشی کہ میں ۲۲ گھنٹے جماعت کا کام کرتا اور دو گھنٹے آرام۔ تبلیغی جماعت میں ہمارا یہ ذہن بنایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جان دینے کی نیت کرنی ہے، اور ہم نے یہ نیت کی۔ ہمارے ساتھ انجینئرنگ کا ایک طالب علم سخت بیمار رہا، اس کے بدن پر پھوڑے پھنسیاں نکلیں، ہم نے اس کے علاج اور واپسی کی ترتیب بنانا چاہی، بزرگوں کو پتا چلا تو فرمایا: کیا اس نے جان دینے کی نیت نہیں کی؟ پنجاب کی ایک بستی میں ہماری تشکیل ہوئی، جون کی چلچلاتی دھوپ اور چھوٹی سی مسجد تھی۔ کھانا پکانے کے لئے کوئی سایہ دار جگہ نہ تھی۔ میں نے خدمت اپنے ذمہ لی اور سخت گرمی میں پسینے میں شرابور کھانا پکانا شروع کیا۔ امیر جماعت کو ترس آیا اور موٹی چادر

تہہ درتہہ میرے سر پر رکھ دی تا کہ گرمی کی لو سے محفوظ رہے، مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا! کوئی ہندوستان کے گولے تھوڑی برس رہے ہیں، بس دھوپ ہی تو ہے۔ہم نے تو جان دینے کی نیت کر رکھی ہے، پھر اتنی سی مشقت کیا۔

دعا ایک ہوک کا نام ہے

ارشاد فرمایا: دعا تو ایک ہوک کا نام ہے، یہ الفاظ کا نام نہیں اور نہ ہی یہ ہر وقت ہوتی ہے۔بس ایک آواز ہے جو دل سے اٹھتی ہے اور قبولیت کا لبادہ پہن لیتی ہے۔

ایک ہوک اٹھے میرے سینے سے، آئے پیغام مدینے سے
سرکار کرم کی بھیک ملے، میں سائل ہوں تو داتا ہے

فرمایا: مجھ پر کتے نہیں بھونکتے، ایک دفعہ ایک عزیز ساتھ تھے، انھوں نے رات کو یہ ماجرا دیکھا کہ ہم کتوں کے قریب سے گزرے پر وہ ہم پر بھونکے نہیں۔انھوں نے حیرت سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے سوچا ان کو یہ راز بتانا چاہئے۔ہوا یوں کہ میں علاج معالجہ اور خدمت کی غرض سے اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کبھی رات دیر تک رہتا، گھر واپسی پر راستوں میں کتے بھونکتے اور پریشان کرتے، حضرت نے دعا فرمائی تو اس کے بعد سے رات کو کتوں نے مجھ پر بھونکنا چھوڑ دیا۔یہ ایک بندۂ خدا کے دل کی ہوک تھی جس کا اثر کئی سال بعد اپنے گاؤں میں بھی محسوس ہوا۔

شیخ کا خاص فیض کسے ملتا ہے؟

ارشاد فرمایا: شیخ کا خاص فیض اسے ملتا ہے جسے شیخ جان دینے کی آزمائش سے گزارے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

فرمایا کہ شیخ ابوسعیدؒ، عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔دادا کی زندگی میں راہ سلوک اختیار کرنے سے غفلت رہی۔خوب بن ٹھن کے رہتے۔ایک چوہڑی (جھاڑو دینے والی) کے عار دلانے پر آنکھیں کھلیں کہ جو دولت گھر میں تھی اسے تو حاصل ہی نہ کیا۔والدہ سے پوچھنے پر پتہ چلا

کہ دادا کی ساری روحانی دولت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ لے گئے۔ یہ گنگوہ سے بلخ روانہ ہوئے۔ حضرت نظام الدینؒ اپنے مرید بادشاہ سمیت قالینیں بچھا کر استقبال کیلئے نکلے۔ خوب آؤ بھگت ہوئی۔ تیسرے دن عرض کیا: حضرت میرا مقصود یہ اعزاز واکرام نہیں بلکہ اپنے دادا کے دولت روحانی کا حصول ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت نظام الدینؒ نے سارے اعزازات لے لئے، اکرام ختم۔ بس گھوڑوں کے اصطبل میں پڑاؤ ڈالنے، ان کی لید صاف کرنے اور حمام کا پانی گرم کرنے کا حکم ملا۔ عرصہ تک اس مشقت میں رکھا۔ ایک دن بھنگن (جھاڑو دینے والی عورت) سے کہا کہ گندگی کا بھرا ٹوکرا لیکر اس کے قریب سے گزرو کہ اس کا تعفن اس تک پہنچ جائے۔ اس نے ایسا کیا تو ابوسعید بولے: ''نہ ہوا گنگوہ ورنہ تجھے ٹھیک کرتا!'' شیخ کو بھنگن نے ماجرا سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ ابھی کام نہیں ہوا۔ پھر کچھ عرصہ رگڑا دینے کے بعد بھنگن کو گندگی بھرے ٹوکرے سمیت اس کو چھوتے ہوئے گزرنے کا حکم دیا۔ اس دفعہ ابوسعید زبان سے تو کچھ نہ بولے بس قہر آلود نظروں سے دیکھا۔ شیخ کو اطلاع ہوئی، فرمایا کہ ابھی صاحبزادگی کی بو باقی ہے۔ کچھ عرصہ اور رگڑا دینے کے بعد بھنگن کو سہ بارہ بھیجا اور گندگی کا ٹوکرا ٹھوکر کھا کر ابوسعید کے اوپر گرانے کا حکم دیا۔ اب کی بار ابوسعید نے بھنگن کو نہ کچھ کہا نہ گھورا بلکہ اس سے معافی مانگی اور کوڑا کرکٹ سمیٹ کر اس کی ٹوکری میں ڈالا۔ اس پر شیخ نے فرمایا: اب بات بنی۔

اس کے بعد ذکر اذکار کی تربیت سے گزارا۔ جب تفصیلی تربیت ہوگئی تو ایک دن شیخ نے شکار پر جاتے ہوئے بلا کر شکاری کتوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری دی اور فرمایا کہ یہ کتے چھوٹنے نہ پائیں۔ اب جو زنجیر کھینچ کر دیکھا تو کتے زور آور معلوم ہوئے لہٰذا قابو کرنے کے لئے زنجیر کمر سے باندھ دی۔ کتے شکار دیکھ کر جو دوڑے تو یہ بھی ساتھ دوڑے لیکن کتوں کی تیزی کی وجہ سے ساتھ نہ دے سکے اور نیچے گرے۔ کتے کانٹوں، جھاڑیوں اور کنکروں میں اپنے پیچھے ابوسعید کو بھی گھسیٹتے رہے اور لہولہان کر دیا۔ شیخ کے سامنے حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت مثالی نمودار ہوئی اور فرمایا: تیرا مرید ہے، جتنی مشقت بھی لینا چاہے تمہیں اختیار ہے لیکن ہم نے تجھے کامل کرتے وقت اتنی مشقت میں نہیں ڈالا تھا جتنی مشقت میں تو نے ہماری اولاد کو ڈالا۔ شیخ نے یہ سن کر ابوسعیدؒ کو بلایا اور سینے سے لگا کر کہا:

"بیٹا تیرے دادا کی دولت تجھے مل گئی۔ جا تو اب کامل ہے۔"

تو جان دینے کی آزمائش سے گزارا گیا تب جا کر وہ مقام ملا کہ آج شجرہ میں حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سلسلہ کے درمیانی تنا میں ان کا نامِ نامی آتا ہے۔

تو خاک میں مل تو آگ میں جل جب اینٹ بنے تب کام چلے
ان کچی پکی بنیادوں پر تعمیر نہ کر تعمیر نہ کر

اصلاح کا ابتدائی نصاب

ارشاد فرمایا: روزی کے بارے میں تقویٰ اختیار کریں۔

- اگر میراث تقسیم نہیں تو روزی حلال نہیں۔
- اپنی قضا نمازیں پڑھنا شروع کریں۔
- قضا زکوٰۃ دیں۔
- اسی طرح عشر بھی۔

میراث تقسیم کریں۔ اس سے روزی حلال و بابرکت ہو جائے گی۔ دوسرے نمبر پر نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور تیسرا یہ کہ سنت کی پابندی حرزِ جان بنالیں۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ خُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ (الحدیث)

ہمارے حضرت نے کتاب لکھی "شاہراہ معرفت"، کسی بزرگ نے خواب دیکھا کہ وہ فلاں صفحے کی وجہ سے مقبول ہو گئی۔ تقریب رونمائی میں مولانا حسن جان صاحبؒ نے یہ بات بیان کی، ہم نے جا کر وہ صفحہ دیکھا تو اس میں سنت کی پابندی کی ترغیب تھی۔ تو سنت کی تبلیغ کی وجہ سے اللہ نے پوری کتاب قبول فرمالی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا واقعہ

ارشاد فرمایا: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ سال جنگلوں بیابانوں میں بغرضِ ریاضت اکیلے گزارے، فرماتے ہیں کہ میں ایک ویرانے میں کھنڈرات کے اندر ایک بوسیدہ سیڑھی پر چڑھ رہا تھا کہ نفس نے آواز دی: عبدالقادر! آج تو کچھ آرام کرلے، فرمایا کہ بس اس آواز پر کھڑے ہو کر اسی سیڑھی پر پورا قرآن ختم کیا اور نفس سے کہا: "آئندہ آرام کی تمنا کرے گا؟"

(جاری ھے)

اعتکاف ﴿۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۰۱۷ء﴾

۱۔

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر قیصر علی صاحب خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم

(تحریر: انجینئر عامر رضا صاحب)

مسجد فردوس یونیورسٹی کیمپس پشاور میں یہ ساتواں اعتکاف تھا۔ معتکفین حضرات کی کل تعداد تقریباً ۱۰۵ تھی جن میں سے ۹۰ مسنون اور ۱۵ کے قریب ساتھی نفلی اعتکاف والے تھے۔ تراویح میں ختم قرآن اور بیانات میں آنے والے احباب اس کے علاوہ تھے۔ معتکفین حضرات کی اکثریت انجینئرنگ، میڈیکل اور پشاور یونیورسٹی کے طلباء اور اساتذہ کی تھی۔ چونکہ اکثریت سنجیدہ لوگوں کی تھی اس لیے پورا اعتکاف پرسکون گزرا۔ موبائل کے استعمال پر پابندی تھی جس کا ساتھیوں نے اہتمام کیا۔

اعتکاف کے دوران یہ معمول رہا کہ رات کو تقریباً ایک بجے تک تراویح پڑھتے جس میں دو ختم قرآن ہوئے، پہلا پانچ دن کا اور دوسرا چار دن کا۔ تراویح کے بعد مختصر مگر بہت پُرکیف مجلس ہوتی جس میں موقع کی مناسبت سے قرآن کی تعلیمات پر بات ہوتی اور نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارک کا تذکرہ "العطور المجموعہ" کتاب سے پڑھ کر کیا جاتا۔ فجر کی نماز کی تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات "برکات رمضان" سے تعلیم ہوتی جس میں بعض ساتھی شریک ہوتے۔ اس مجلس سے رمضان اور اعتکاف کی برکات کو حاصل کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا جو سارا دن اعمال کا شوق دلاتا۔ دن کے ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک بیان ہوتا۔ جناب حسن خان صاحب (خلیفہ حضرت مولانا اشرف صاحب سلیمانی پشاوریؒ) ایک دن بیان کے لیے مدعو کئے گئے تھے۔ انھوں نے سلسلہ کے اکابرین کی سیرت پر بیان کیا۔ ایک بیان پروفیسر ڈاکٹر طارق صاحب (خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ) نے اصلاح نفس پر کیا۔ ایک دن سابق ڈائریکٹر فائنانس پشاور یونیورسٹی ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب نے "احیاء العلوم" سے تعلیم کی۔ آخری رمضان کو پروفیسر عالمگیر صاحب نے "فتوح

الشام“ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات سنائے۔ظہر کی نماز کے بعد آدھ گھنٹہ تک روزمرہ کے اہم دینی مسائل کی تعلیم ہوتی اور ساتھی سوالات پوچھتے۔ یہ مجلس مفتی راقب شاہ صاحب (مُدرس دارالعلوم صوابی) کے ذمہ تھی۔ مغرب سے تقریباً پون گھنٹہ پہلے ”تنبیہ الغافلین“ سے منتخب موضوعات کی تعلیم شروع ہوتی جس کا اختتام ذکر اور دعا پر ہوتا۔

ساتھیوں کے تاثرات سے معلوم ہوا کہ تمام ساتھی بہت خوش رہے اور آئندہ سال دوبارہ اعتکاف میں شمولیت کا عزم وارادہ لے کر گئے۔

تاثرات: بابر علی (طالبعلم تھرڈ ایئر ایم بی بی ایس، سیدو میڈیکل کالج سوات)

یہاں پر اعتکاف کا یہ نظام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ جی چاہتا ہے کہ ہر کسی کو کہوں کہ یہاں (مسجد فردوس) میں اعتکاف کی سعادت حاصل کریں۔ قابل تعریف تو بہت چیزیں ہیں مثلاً روزانہ کا معمول جس میں لایعنی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، مسائل کا مذاکرہ، ذکر کی مجلس، کھانے کا انتظام وغیرہ لیکن جن دو چیزوں نے مجھے بہت متاثر کیا وہ ہیں تراویح میں دو ختم القران اور بیانات کی ترتیب ہے۔

۱۔ تراویح میں دو ختم القران:

انفرادی اعتکاف میں انسان ساری رات عبادت نہیں کرسکتا۔ پہلے دو چار دنوں میں ایک آدھ گھنٹہ نوافل یا تلاوت کر بھی لے تو آخری دنوں میں اس قوت اور توفیق میں کمی آجاتی ہے۔ لایعنی گپ شپ بھی بہت ہوتی ہے اور موبائل کا استعمال بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ نہ کھانے کا وقت معلوم ہوتا ہے اور نہ سونے کا۔ لیکن یہاں پر ساری رات عبادت میں گزر جاتی ہے اور عبادت بھی نماز جیسی۔

۲۔ بیانات کی ترتیب:

بیانات میں جو بات بہت خاص ہے وہ یہ کہ عقائد اور جدید دور کے مسائل کے حوالے سے جو وضاحتیں سامنے آئیں اس سے ذہن سے شکوک وشبہات دور ہوجاتے ہیں۔ مجھے ایک ساتھی نے کہا کہ اگر تھوڑا عرصہ اور ایسی مجالس ملیں تو ذہن میں پیدا ہونے والے تمام سولات کے جوابات مل جائیں گے اور شکوک وشبہات ختم ہوجائیں گے۔ اس کے علاوہ قرآن اور اس کے مضامین پر جو بیانات ہوئے تو ان سے قرآن کی محبت، شوق اور قرآن سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے اور دین پر چلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۲۔

(تحریر: محمد طاہر شاہ حقانی لوند خوڑ)

اعتکاف بہت مبارک اور فضیلت والا عمل ہے جو ہر رمضان میں حضور اقدس ﷺ نے کیا سوائے ایک رمضان کے جب رسول اللہ ﷺ ایک جہادی سفر میں تھے، اس رمضان میں اعتکاف نہ ہوسکا۔ اس کی قضاء آپ ﷺ نے زندگی کے آخری سال بیس دن کا اعتکاف کر کے پوری کی اور ایک بار آپ ﷺ نے پورے مہینے کا اعتکاف بھی کیا۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جو شخص رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف کرے اس کیلئے دو مقبول حج اور دو مقبول نفل عمروں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ ایک دن کا اعتکاف آدمی کو جہنم سے تین خندق دور کرتا ہے اور ایک خندق کا فاصلہ زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، مسنون اور نفل۔ رمضان المبارک میں جو اعتکاف ہوتا ہے وہ مسنون کہلاتا ہے۔ رمضان کے اخیر عشرہ میں نبی کریم ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ واجب اعتکاف وہ ہوتا ہے جب کوئی نذر مانی جائے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دن تک اعتکاف کروں گا۔ نفلی اعتکاف کے لئے نہ کوئی وقت، نہ ایام کی مقدار، جتنے دن جی چاہے کرلے بلکہ بہتر ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہو تو نفلی اعتکاف کی نیت کرلیا کرے۔ اس کی وجہ سے جتنی دیر بھی مسجد میں رہے گا اس کو اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔

جب میں محترم جناب عزیز احمد صاحب کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم سے بیعت ہو گیا تو ایک دفعہ رمضان المبارک میں محلے کے چند ساتھیوں کو لے کر اعتکاف کیلئے بیٹھا۔ عزیز احمد صاحب ملنے کیلئے آئے، اتنے میں کھانا کھانے کے بعد ایک ساتھی ہاتھ دھونے کے لئے مسجد سے باہر چلا گیا تو انھوں نے کہا کہ اس کا اعتکاف تو ٹوٹ گیا، مسنون اعتکاف میں تو صرف پیشاب، پاخانے اور استنجاء اور وضو بنانے کیلئے، یا فرض غسل کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے، یا اگر کوئی کھانا لانے والا نہ ہو جو اس کیلئے مسجد میں کھانا لا کر دے تو معتکف کھانا لانے کیلئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے، اس کے علاوہ جانے کی صورت میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

ان دنوں آفریدی گڑھی (پشاور) میں جب ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتھم کی نئی خانقاہ زیرِ تعمیر تھی تو حضرت صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ خانقاہ میں نفلی اعتکاف شروع کرنا چاہئے۔ چنانچہ خانقاہ کے افتتاح سے پہلے عزیز احمد صاحب نے لوند خوڑ کے دس بارہ ساتھیوں کو نئی خانقاہ میں نفلی اعتکاف کے لئے بٹھا دیا۔ ان لوگوں کا اعتکاف ختم ہونے کے بعد عزیز احمد صاحب مزید چند ساتھیوں کو لے کر خود بھی چند دنوں کیلئے خانقاہ میں معتکف ہو گئے۔ میں بھی اس جماعت میں شامل تھا۔ اعتکاف کے پہلے ہی دن عزیز احمد صاحب نے اعتکاف کے مسائل، فضائل اور اپنے اوقات کو صحیح استعمال کرنے کے بارے میں ساری ہدایات ہمیں بتا دیں۔

ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ تہجد پڑھنے کے بعد فجر کی نماز تک اور فجر کی نماز کے بعد اشراق تک انفرادی اعمال (جہری ذکر، دعا، تلاوت اور تسبیحات) اور پھر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد چاشت کی نماز پڑھ کر تعلیم کیلئے بیٹھ جاتے۔ ایک گھنٹہ تعلیم کرنے کے بعد صلوٰۃ تسبیح پڑھ کر پھر تعلیم کیلئے بیٹھ جاتے۔ خانقاہ سے متصل محلے کے مقامی حضرات بھی نماز کیلئے آنا شروع ہو گئے۔ عصر کی تعلیم میں محلے والے بھی بیٹھتے تھے۔ عشاء کی نماز تک عزیز احمد صاحب ہمیں اعمال میں مصروف رکھتے۔ مدارس کے تعلیمی دورانیہ میں اعتکاف کے مسائل پڑھے تو تھے لیکن اس تربیتی اعتکاف کے بعد پہلی دفعہ یہ ساری چیزیں عملی طور پر سامنے آ گئیں اور وہ کوتاہیاں بھی سامنے آ گئیں جن کی وجہ سے اعتکاف اکثر ٹوٹ جاتا ہے لیکن آدمی کو اپنی لاعلمی یا مسائل کے عدم استحضار کی وجہ سے پتہ بھی نہیں چلتا۔

ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ علم حاصل کرنے کی مثال ماچس کی طرح ہے کہ آدمی کے پاس ماچس تو آ گئی لیکن اس کو جلانے اور اس سے فائدہ لینے کیلئے کسی شیخ کامل کے پاس تربیت کے لئے کچھ وقت گزارنا ہوگا۔ اس تربیت کے بعد اس کا علم، علم نافع ہو جائے گا۔ اس خانقاہ والے نفلی اعتکاف کے بعد میں نے پہلے تو ان پچھلے اعتکافوں کی قضاء کی جو میں نے بیعت سے پہلے کئے تھے اور مسائل کے عدم استحضار اور عدم تربیت کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے اور اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم سے ہر رمضان میں اجازت مانگ کر اپنی مسجد میں اعتکاف کیلئے بیٹھ جاتا تھا اور محلے کے ۸ سے لیکر ۱۵ تک آدمی بھی میرے ساتھ بیٹھتے۔

اس دفعہ بھی حضرت صاحب دامت برکاتہم کی اجازت اور دعا سے ۱۱ ساتھی سنت اعتکاف کیلئے بیٹھ گئے۔ رمضان المبارک سے پہلے استاد محترم جناب عزیز احمد صاحب نے فرمایا کہ ایک وقت رمضان کے فضائل اور مسائل کی تعلیم کیا کریں اور ایک وقت فضائل درود شریف سے تعلیم اور درود شریف کا ختم کیا کریں۔ ۲۰ رمضان المبارک غروب آفتاب سے آدھا گھنٹہ پہلے ساتھی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو گئے۔ ساتھیوں کو ہدایات بیان کر دیں کہ کس طرح اعتکاف کا دورانیہ گزاریں گے۔ اوابین کی فضیلت بیان کر دی کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے جس مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نفل پڑھیں تو اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کا اجر و ثواب ملے گا اس لئے اعتکاف میں اوابین کی پابندی کریں گے۔ اوابین پڑھ کر کھانا کھاتے اور اس کے بعد اعتکاف کے فضائل و مسائل کی تعلیم کرتے۔ نماز عشاء وتراویح کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتم کی کتاب ''نقش درویش'' سے تعلیم اور اس کے بعد آدھا گھنٹہ سوالات وجوابات کا ہوتا۔

رات ساڑھے بارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک استغفار اور درود شریف پڑھتے۔ استغفار پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ تمام انسان گناہ گار ہیں لیکن بہترین گناہ گار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے اور خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے عمل نامہ میں استغفار زیادہ ہو اور استغفار کا دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ رزق کی تنگی ختم ہو جاتی ہے اور ہر چیز میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ درود شریف کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے مؤمنوں آپ بھی اپنے نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ درود شریف ایسی عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی درود بھیجتے ہیں اور مؤمنوں کو حکم بھی فرماتے ہیں اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس نیکیاں دیتے ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتے ہیں اور دس بار اس پر رحمت نازل کرتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کرتے ہیں اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا۔ درود شریف رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار ہے کیوں کہ درود شریف روضہ شریف میں پیش ہوتے ہیں اور اس سے حضور اقدس ﷺ بہت خوش

ہوتے ہیں۔الحمدللہ ہم روزانہ تقریباً تیس ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

ختم درود شریف اور اجتماعی دعا کے بعد تہجد پڑھتے۔فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہجد کی نماز ضرور پڑھا کرو کہ وہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے، اس سے تمہیں اپنے رب کا قرب حاصل ہوگا، گناہ معاف ہوں گے اور گناہوں سے بچے رہوگے اور پھر فرمایا کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن میں اندر کی چیزیں باہر سے اور باہر کی چیزیں اندر سے نظر آتی ہیں، یہ بالاخانے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار فرمائے ہیں کہ رات کو اس وقت نماز پڑھتے ہیں کہ جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔اس سے مراد تہجد کی نماز ہے۔پھر نماز فجر تک انفرادی اعمال کرتے۔پھر سو کر ساڑھے نو بجے جاگ کر وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور چاشت کی نماز پڑھ کر ساڑھے دس بجے سے بارہ بجے تک تعلیم کرتے، پھر درود شریف کا ختم کرتے۔

نماز ظہر کے بعد فضائل درود شریف سے تعلیم اور درود شریف کا ختم کرتے۔پھر سو کر ساڑھے چار بجے جاگ کر مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''گناہ بے لذت'' سے تعلیم کرتے اور پھر نماز کے الفاظ ٹھیک کرنے کیلئے کوشش کرتے۔نماز عصر کے بعد درس قرآن اور پھر مغرب تک تسبیحات اور دعا میں مصروف رہتے۔مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تعلیم الاسلام سے عقائد، طہارت کا طریقہ (وضو، غسل، تیمّم وغیرہ کی عملی مشق)، نماز کے فرائض، واجبات، مکروہات، مفسدات اور مسائل ساتھیوں نے یاد کئے۔نماز کے الفاظ، نماز جنازہ، شش کلمے اور میت کو غسل، کفن، دفن کے طریقے بھی سکھائے۔حضرت شیخ مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فضائل اعمال سے فضائل نماز اور فضائل ذکر کی تعلیم اور سیرت مصطفیٰ ﷺ فصل سوم سے حیات نبوی ﷺ سے اور نقش درویش سے رحمۃ للعٰلمین، حفاظت حدیث، چند شبہات کا ازالہ، علماء ہند کی ذہانت، سانچ کو آنچ نہیں، درست عقائد ذریعہ برکت، حقیقت تصوف، سقوط ڈھاکہ اور توحید وغیرہ کی مضامین سے تعلیم کروائی۔نقش درویش کتاب اپنے مطالعے میں ضرور رکھنی چاہیئے۔اس کے مطالعے سے انسان کی کیفیات بدل جاتی ہیں۔

استاد محترم جناب عزیز احمد صاحب نے روزانہ ایک گھنٹہ مختلف موضوعات پر اصلاحی بیانات کئے اور کچھ ساتھیوں نے عید کی رات بھی مسجد میں عبادت میں گزاری۔اس کے علاوہ ساتھیوں نے صلوٰۃ

تسبیح بھی بار بار پڑھی۔صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں ارشاد ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ، سے فرمایا: اے عباس! اے میرے چچا کیا میں آپ کو ایک ہدیہ نہ دوں؟ کیا ایک تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو ایک ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب آپ اس کو کریں تو آپ کو دس فائدے حاصل ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، پرانے نئے، غلطی سے کیئے ہوئے، جان بوجھ کر کیئے ہوئے، چھوٹے بڑے، چھپ کر کیئے ہوئے، کھلم کھلا کیئے ہوئے گناہ، سب ہی معاف فرمادیں گے۔ میرے چچا! اگر آپ سے ہوسکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں اور اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کو پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کرسکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم از کم ساری زندگی میں ایک بار ہی پڑھ لیں۔ (ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف)

صلوٰۃ تسبیح کا طریقہ

چار رکعت صلوٰۃ تسبیح کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ سے لے کر وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ تک پڑھے اور پھر ۱۵ بار یہ کلمات پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پھر تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ تلاوت کرنے کے بعد ۱۰ بار یہی کلمات پڑھے، پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے بعد ۱۰ بار یہی کلمات پڑھے، پھر قومہ میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد ۱۰ بار یہی کلمات پڑھے، پھر سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد ۱۰ بار یہی کلمات پڑھے، پھر دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں ۱۰ بار یہی کلمات پڑھے، پھر دوسرے سجدے میں ۱۰ بار پڑھے۔ اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت پڑھیں۔ اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ بار اور چاروں رکعتوں میں کُل ۳۰۰ بار پڑھنا ہے۔

یہ سب حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم کی صحبت اور توجہات کی برکات ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تیری خوشبو نہیں ملتی تیرا لہجہ نہیں ملتا
ہمیں تو ملک میں سارے ترے جیسا نہیں ملتا

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

تبصرۂ کتب

(حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم)

جن بزرگوں کی شفقت اور توجہ بندہ کو حاصل ہے ان میں صف اول میں جناب حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب بھی ہیں۔ اللہ ان کو لمبی عمر، صحت وعافیت کے ساتھ نصیب فرمائے تاکہ ہم ان کے فیوض وبرکات سے تادیر مستفید ہوتے رہیں۔ حضرت والا نے دو کتابیں تبصرے کیلئے ارسال فرمائی ہیں۔

۱) افادات وملفوظاتِ عزیزیہ

یہ کتاب ہمارے دادا پیر شاہ عبدالعزیز دعاجو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افادات وملفوظات پر مشتمل ہے۔ حضرت نے مجھ بے حیثیت کو انتہائی اعزاز دیتے ہوئے میرا بھی ایک خط شامل فرمایا ہے۔

شاھاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اس پر مزید شکریہ یہ ہے کہ بندہ کی تحریر میں جو معلومات درست نہیں تھیں ان کی بھی حضرت نے اصلاح فرمادی۔ اس کتاب کو شائع کر کے حضرت نے ہمارے سلسلے پر بہت احسان فرمایا ہے۔ وہ سارے حضرات جنھوں نے اس کی تالیف وتصنیف میں حصہ لیا ہماری گردن ان کے احسان سے جھکی جارہی ہے۔

ملفوظات بزرگوں کی ساری زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں اور دینی حقائق کو بیان کرنے کا عملی (Practical) مظاہرہ ہوتے ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ بندہ کتاب کو خود خرید کر سب میں تقسیم کرتا لیکن محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ کے سارے خلفاء اور مریدین اس تبرک کو خود خرید کر اپنے ذاتی کتب خانے کی زینت بنائیں۔ جن بزرگوں کی زندگی میں ان کی صحبت نصیب نہ ہوئی ہو ان کے ملفوظات اس کمی کو پورا کردیتے ہیں۔

۲) حضرت ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کے دلچسپ سفرنامے

جناب حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دور کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے جو علم، حلم، تواضع اور معرفت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ جن اکابر سے انھوں نے پڑھا

یہ صرف الفاظ کا پڑھنا نہیں تھا بلکہ ان کی شخصیات کے جملہ فیوض و برکات کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوتی اتنی شفقت فرماتے اور اتنے اعزاز بخشتے تھے کہ ہماری گردنیں اپنی حیثیت کو دیکھ کر مارے شرم کے جھک جاتی تھیں۔

عرصۂ دراز پہلے ان کا ایک پشتو سفرنامہ پڑھا تھا۔ اتنا دلچسپ تھا کہ رہ رہ کر اس کی یاد آتی تھی۔ خاص کر ان دنوں میں طبیعت پر تقاضا ہوا کہ اسے کہیں سے ڈھونڈ کر اردو ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔ حضرت مولانا نور اللہ فارانی صاحب کی کتاب جب تبصرے کیلئے ملی تو خوشی کی انتہا نہ رہی کہ وہ سفرنامہ اس میں آ گیا۔ جتنے سفرنامے ہیں بہت دلچسپ ہیں اور ایک عالمِ بے بدل اور عارفِ کامل کے دنیائے اسلام پر بہت کارآمد اور محتاط تبصرے ہیں۔ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے سٹال والے کتاب سٹال تک پہنچانے کا بندوبست کر لیں گے اسلئے ہمارے متعلقین میں سے کوئی بھی اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہے۔ کتابیں براہ راست القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ رابطہ نمبر: 0346 401 0613، 0301 301 9928۔

(صفحہ نمبر ۳۲ سے آگے) وہی سٹینو دفتر میں ملا۔ بہت پریشان تھا، رنگت اڑی ہوئی تھی۔ بندہ نے پوچھا کہ کیوں پریشان ہو؟ جو کمانا تھا سو کما چکے، بچے بھی بڑے ہو چکے ہیں، اب تو آپ کی خوشیوں اور آرام کے دن ہیں! بہت دکھ کیساتھ کہنے لگا کہ اب خوشی اور آرام کدھر ہے؟ بڑے بیٹے پر ایک لڑکی سے غلط تعلقات کا الزام ہے اس لئے تھانہ کچہری کے چکر لگا رہا ہوں۔ لڑکی اسلام آباد کے سابقہ ڈی ایس پی کی بیٹی ہے۔ جو کمایا اب عدالتوں اور تھانے کچہری میں لگ رہا ہے۔ پریشانی، غم اور خوف الگ ہے۔ اب جن افسران نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی ان میں سے اللہ نے برکی صاحب کو گریڈ ۱۸ سے ۲۱ میں ترقی دے کر ممبر کے عہدے پر فائز کر دیا، اور صدیقی صاحب کی گریڈ ۲۰ میں ترقی ہوئی اور آج کل بطور ڈائریکٹر جنرل خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دونوں افسران عزت کیساتھ ایم ایس ونگ میں کام کر رہے ہیں۔

اعمال کا بدلہ آخرت میں تو ہونا ہی ہے، دنیا میں بھی اعمال کے بدلے اس قسم کے حالات آ جاتے ہیں۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (السجدہ:۲۱)

(ترجمہ) اور البتہ چکھائیں ہم ان کو تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں۔

ناجائز کمائی کی قباحت

(نورالامین صاحب، ریسرچ سپرنٹنڈنٹ، اسٹیبلشمنٹ ڈویژن، اسلام آباد)

ہمارے دفتر میں ایک سٹینوٹائپسٹ کام کرتا ہے۔ کچھ دن پہلے ٹائپنگ کے سلسلے میں اسکے پاس بیٹھنا پڑا۔ کچھ بات چیت ہوئی تو وہ اس طرح گویا ہو:

''آج سے چار سال پہلے میری Management Services Wing (ایم ایس ونگ؛ جو کہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا ایک ادارہ ہے) میں پہلی تقرری ہوئی۔ ایم ایس ونگ وفاقی حکومت کا وہ ادارہ ہے جہاں ساری وزارتوں میں خالی ہونے والی آسامیاں سب سے پہلے آتی ہیں۔ پھر یہاں پر ایک لسٹ بنتی ہے۔ اس کے بعد فیڈرل پبلک سروس کمیشن ان آسامیوں پر امیدواروں کا امتحان لیتا ہے۔ این ٹی ایس (National Testing Service) اور یو ٹی ایس (Universal Testing Service) کے متعارف ہونے سے پہلے سکیل ایک تا سولہ کی تعیناتی ایم ایس ونگ کی صوابدید پر ہوتی تھی۔ اس طرح میں نے سینکڑوں لوگوں کو جعلی طریقے سے بھرتی کروایا۔ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ میں امیدواروں سے پیسے لیتا اور اپنا حصہ رکھ کر باقی اوپر والوں پر تقسیم کرتا۔ اس کام میں یونٹ کا سیکشن افسر بھی حصہ دار تھا۔''

بندہ نے عرض کیا کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایسا افسر نہیں تھا جو آپ کو روکتا، منع کرتا یا راستے میں رکاوٹ بنتا؟ تو کہنے لگا کہ دو افسران ایسے تھے جنھوں نے بہت تنگ کیا اور روکنے کی ہر ممکن کوشش کی، ایک برکی صاحب اور دوسرا صدیقی صاحب۔ انھوں نے مجھے بہت تنگ کیا اور میرے خلاف شکایتیں کیں، حتیٰ کہ سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ سے بھی شکایت کی کہ اس اسٹینوٹائپسٹ کا تبادلہ کروایا جائے کہ اس نے تو میرٹ کا ستیاناس کر دیا، لیکن میں نے عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید سے کہلوا کر تبادلہ رکوا دیا۔ پھر کچھ دن بعد سخت بیمار ہوا، مجھے اور بیوی دونوں کو ہارٹ اٹیک ہوا اور دو، دو سٹنٹ لگوانے پڑے۔ اس کے بعد جب بھی میں ایم ایس ونگ جاتا تو مجھ پر وحشت طاری ہو جاتی اور دل گھبرانے لگتا۔ آخر میں نے خود ہی سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ سے اپنا تبادلہ کروایا۔ پچھلے ہفتے (باقی صفحہ ۳۱ پر)

رحمان بابا ؒ کے کلام کا منظوم اردو ترجمہ

(حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم)

د دلبرو پہ درگاہ نہ حرمت لرم نہ جاہ

اس درجہ محتشم ہے حسینوں کی بارگاہ
مجھ بے نوا کی اس میں نہ حرمت نہ کوئی جاہ (طٰہٰ خان صاحب)

حسینوں کی ایسی بڑی بارگاہ
نہ ہے میری عزت نہ ہے کوئی جاہ (ڈاکٹر فدا محمد صاحب)

غوسوی می د زڑہ ولی د چشمانو پہ نگاہ

گویا کہ فصلِ پختہ کو کاٹے کوئی کسان
دل کی جڑوں پہ چلتا ہے جب خنجرِ نگاہ (طٰہٰ خان صاحب)

یہ کیوں کاٹتے ہو میرے دل کے ٹکڑے
یہ کیسی ہیں آنکھیں یہ کیسی نگاہ (ڈاکٹر فدا محمد صاحب)

ھومرہ قدر می ھم نشتہ لکہ قدر د گیاہ

بے مائیگی میں کیا ہو میری قدر و منزلت
وہ گلستان حسن ہے میں ہوں پرِ گیاہ (طٰہٰ خان صاحب)

نہیں ہے میری قدر اتنی بھی یارو
کہ جیسے کھڑا کھیت میں ہو گیاہ (ڈاکٹر فدا محمد صاحب)

یو نظر راباندی نہ کا از برائے عند اللّٰہ

اس بادشاہِ حسن سے اب کیا گلہ کروں
بہرِ خدا بھی مجھ پہ نہیں لطف کی نگاہ (طٰہٰ خان صاحب)

کرم کی نظر اک نہ کی میری جانب
جو ہوتی فقط بس برائے اللہ (ڈاکٹر فدا محمد صاحب)

نعتِ رسول ﷺ

(خطیبِ نوشہرہ پروفیسر قاضی خلیل الرحمان صاحب، رئیس معہد تعلیم القرآن، نوشہرہ)

محمد جانِ عالم رحمۃ للعالمیں ہیں
محمد ملجأ و مأویٰ شفیع المذنبیں ہیں

محمد طیب و طاہر محمد قاسمِ کوثر
محمد مرشد و رہبر، امام المرسلیں ہیں

محمد چشمۂ رحم وکرم ہیں منبعِ جودوسخا ہیں
محمد مرکزِ دیں، مھبطِ وحیِ بریں ہیں

محمد حاملِ نورِ الٰہی، شرحِ قرآنِ کریم
محمد احمد و انور ہیں، ختم المرسلیں ہیں

خلیلؔ ان کے ہی صدقے آسرا ہے عفو ورحمت کا
وسیلے سے انہی کے رب کے در پہ سائلیں ہیں

شفیع المذنبین: گناہگاروں کی شفاعت کرنیوالے منبعِ جودوسخا: سخاوت کا سرچشمہ مھبطِ وحی: جائے نزول وحی الٰہی، قلب اطہرؐ

(بقیہ: کلام رحمانؔ بابا)

ھیس لہ زانہ خبر نہ یم
چہ ئی سہ لرم گناہ

مدت سے اک طلسمِ شش و پنج میں ہوں میں
کیا بارگاہِ حسن میں سرزد ہوا گناہ (طٰہٰ خان صاحب)

نہیں ہے خبر اپنے بارے میں خود بھی
ہوا مجھ سے سرزد یہ کیسا گناہ (ڈاکٹر فدا محمد صاحب)

....

کہ لہ غمہ ئی سر پٹ کڑم
بل سر نہ لرم پناہ

گر اس کے غم سے جان بچاؤں تو دہر میں
مجھ خانماں خراب کو ملتی نہیں پناہ (طٰہٰ خان صاحب)

غموں سے میں اس کے کہاں سر چھپاؤں
کہ ملتی نہیں کوئی جائے پناہ (ڈاکٹر فدا محمد صاحب)

....